فدیۂ صوم کے مسائل

اس رسالہ میں فدیۂ صوم کے بکثرت جزئیات اپنے بزرگوں کے فتاوی اور فقہ کی معتبر کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: زمزم، پبلیشرز، کراچی

فہرست ’’فدیۂ صوم کے مسائل‘‘

فدیہ کا ثبوت..	۳
روزے کا فدیہ..	۳
مسائل صوم فدیہ..	۵
فدیہ کی ادائیگی کے لئے حیلۂ اسقاط..	۱۲
حیلہ کی جائز صورت..	۱۴
متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا' یا اس کا برعکس..	۱۵

فدیہ کا ثبوت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿و علی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین﴾۔

(سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۴)

ترجمہ:......اور (دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہوگئی یہ ہے کہ) جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں (اور پھر روزہ رکھنے کو جی نہ چاہے تو) ان کے ذمہ (صرف روزے کا) فدیہ (یعنی بدلہ) ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا (کھلا دینا یا دیدینا) ہے۔

روزے کا فدیہ

﴿و علی الذین یطیقونه﴾ اس آیت کے بے تکلف معنی وہی ہیں جو خلاصۂ تفسیر میں بتلائے گئے ہیں کہ جو لوگ مریض یا مسافر کی طرح روزہ رکھنے سے مجبور نہیں، بلکہ روزے کی طاقت رکھتے ہیں، مگر کسی وجہ سے دل نہیں چاہتا' تو ان کے لئے بھی گنجائش ہے کہ وہ روزے کے بجائے روزے کا فدیہ بصورت صدقہ ادا کردیں، اس کی ساتھ اتنا فرمادیا گیا کہ: ﴿وان تصوموا خیر لکم﴾ یعنی تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ روزہ ہی رکھو۔

یہ حکم شروع اسلام میں تھا' جب لوگوں کو روزے کا خوگر کرنا مقصود تھا، اس کے بعد جو آیت آنے والی ہے یعنی ﴿من شهد منکم الشهر فلیصمه﴾ اس سے یہ حکم عام لوگوں کے حق میں منسوخ کردیا گیا، صرف ایسے لوگوں کے حق میں اب بھی باجماع امت باقی رہ گیا جو بہت بوڑھے ہوں (جصاص) یا ایسے بیمار ہوں کہ اب صحت کی امید ہی نہیں رہی، جمہور صحابہ وتابعین کا یہی قول ہے۔ (جصاص، مظہری)

صحیح بخاری ومسلم وابوداؤد' نسائی' ترمذی' طبرانی وغیرہ تمام ائمۂ حدیث نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت ﴿و علی الذین یطیقونه﴾ نازل

ہوئی تو ہمیں اختیار دیدیا گیا تھا کہ جس کا جی چاہے روزے رکھے، جس کا جی چاہے ہر روزے کا فدیہ دیدے، پھر جب دوسری آیت ﴿من شهد منكم الشهر فليصمه﴾ نازل ہوئی تو یہ اختیار ختم ہو کر طاقت والوں پر صرف روزہ ہی رکھنا لازم ہو گیا۔

مسند احمد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ: نماز کے معاملات میں بھی ابتدائے اسلام میں تین تغیرات ہوئے اور ورزے کے معاملہ میں بھی تین تبدیلیاں ہوئیں۔ روزے کی تین تبدیلیاں یہ ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو ہر مہینہ میں تین روزے اور ایک روزہ یوم عاشورہ (یعنی دسویں محرم) کا رکھتے تھے، پھر رمضان کی فرضیت نازل ہوگئی ﴿كتب عليكم الصيام﴾ تو حکم یہ تھا کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ روزہ رکھ لے یا فدیہ دیدے، اور روزہ رکھنا بہتر اور افضل ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت ﴿من شهد منكم الشهر﴾ نازل فرمادی، اس آیت نے تندرست، قوی کے لئے یہ اختیار ختم کر کے صرف روزہ رکھنا لازم کر دیا، مگر بہت بوڑھے آدمی کے لئے یہ حکم باقی رہا کہ وہ چاہے تو فدیہ ادا کر دے۔ (معارف القرآن ص ۳۸۹ و ۳۹۰ ج ۱، سورۂ بقرہ آیت ۱۸۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور یہ بدلہ اس واسطے مقرر ہوا چونکہ یہ خدا کے واسطے ترک طعام و آب و نمک نہیں کر سکتے، بارے اتنا کر سکتے ہیں کہ بندۂ مسلمان کو گرسنگئ شب و روز سے نجات دیں اور وہ بندۂ مسلمان کہ اس عرصہ میں جو عبادت و طاعت کرے گا یہاں تک کہ روزہ بھی، تو اس کا حصہ بھی ثواب میں ہو جائے گا۔ اور نیز جو مقدار خدا کے واسطے دی گئی گویا معنیً خوراک ایک آدمی سے اپنے تئیں باز رکھا اور فی الجملہ مشابہت روزہ سے پیدا کی کہ اصل میں روزہ

خوراک ایک روز سے باز رہنا ہے۔(تفسیر عزیزی اردو ص۹۸۰ ج۲)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے افعال واقوال سے بھی فدیہ کا ثبوت ملتا ہے۔صرف بخاری شریف سے ایک قول اور ایک عمل نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ آیت ﴿وعلی الذین یطیقونہ فدیة طعام مسکین﴾ پڑھتے اور فرماتے: یہ آیت منسوخ نہیں ہے، یہ بہت بوڑھے مرد اور بہت بوڑھی عورت کے لئے ہے جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے، تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا (آدھا صاع گیہوں) کھلاوے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب کبرسنی کو پہنچ گئے تو روزانہ مسکین کو روٹی اور گوشت کھلاتے اور خود افطار فرماتے۔

(بخاری ص۶۴۷ ج۲، باب قولہ: ﴿ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا﴾ الخ، کتاب التفسیر۔مصنف عبدالرزاق ص۲۲۱ ج۴، حدیث نمبر:۷۵۷۴، باب الشیخ الکبیر)

مسائل فدیہ صوم

م:......جس شخص کا عذر مرتے دم تک زائل ہونے والا نہ ہو، مثلاً اتنا بوڑھا ہو گیا کہ روزے کی طاقت نہ رہی، یا ایسا بیمار ہو کہ اس کے اچھا ہونے کی امید نہ رہی ہو تو وہ روزے نہ رکھے، اور اگر وہ فدیہ دینے پر قادر ہو تو اس پر اپنی زندگی میں فوت شدہ روزوں کا فدیہ دینا واجب ہے۔اور جس کا عذر زائل ہونے والا ہو، مثلاً مسافر، یا مریض ہو تو اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے۔اور اس کو اپنی زندگی میں فدیہ دینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر ان کو قضا نہ کر سکا تو مرتے وقت ان دنوں کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔

(زبدۃ الفقہ ص۱۰۵ تا ۱۰۷۔آئندہ زبدہ کے تمام حوالجات یہی ہیں)

وصیت نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ مرتب۔

م:……اگر فدیہ ادا کر دینے کے بعد اس میں اتنی طاقت آ گئی کہ وہ روزے رکھنے پر قادر ہو گیا' تو اس پر روزے رکھنا واجب ہوگا اور جو فدیہ وہ دے چکا ہے وہ اس کی طرف سے نفلی صدقہ ہو جائے گا۔ (زبدہ)

م:…… ہر روز کے روزے کا فدیہ ہر فرض نماز کے فدیہ کی طرح ہے' اور صدقۂ فطر کے مانند ہے، پس ہر روزے کے بدلے میں نصف صاع (پونے دو سیر) گیہوں یا ایک صاع (ساڑھے تین سیر) جو' یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت دینا ہے۔ (زبدہ)

م:…… ہر روزے کے فدیہ کے لئے کسی مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۲۹۸)

م:……ایک روزے کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر ہے' یعنی تقریباً پونے دو کلو غلہ (گندم)۔ پس ایک رمضان کے تیس روزوں کا فدیہ ساڑھے باون کلو ہوا' اور تین رمضان کے نوے روزوں کا فدیہ ۱۵۷.۵ کلو غلہ (گندم) ہوا، اسی کے مطابق مزید کا حساب کر لیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۰۲ ج ۳)

م:……فدیہ دینے میں مسکینوں کی تعداد اور ہر مسکین کے لئے صدقۂ فطر کی مقدار شرط نہیں ہے' پس اگر ایک فقیر کو دو دن کا فدیہ ایک صاع گندم یا ایک فقیر کو تمام روزوں کا فدیہ دے دیا' یا ایک روزہ کے فدیہ کا گیہوں تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دیا تو جائز ہے۔

م:……فدیہ میں گیہوں کی قیمت کے برابر کپڑا وغیرہ دینا بھی جائز ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۴۳۹ ج ۴)

م:……فدیہ دینے میں یہ اختیار ہے کہ تمام روزوں کا فدیہ شروع رمضان میں ایک ہی دفعہ

دیدے یا کل فدیہ آخر رمضان میں ایک ہی دفعہ دیدے۔(زبدہ)

م:......رمضان سے قبل فدیہ دینا درست نہیں، البتہ رمضان شروع ہونے پر آئندہ ایام کا فدیہ بھی دفعۃً دے سکتے ہیں۔(احسن الفتاوی ص۴۳۶ ج۴)

نوٹ:......فتاوی محمودیہ میں غالبا کتابت کی غلطی سے یہ مسئلہ غلط شائع ہوگیا ہے۔اس میں ہے:

''جس صورت میں فدیہ کا حکم ہے، تو فدیہ یکمشت، قبل رمضان اور بعد رمضان اور روزانہ جس طرح دل چاہے ادا کیا جاسکتا ہے'' الخ۔(فتاوی محمودیہ ص۸۵ ج۱۱، جدید)

اس مسئلہ کی مزید تفصیل آخر میں ایک فتوی میں ہے، اسے ملاحظہ فرمالیں)

م:......اگر شیخ فانی نے آنے والے دن کا فدیہ رات کے وقت دیدیا تو جائز ہے۔(زبدہ)

م:......غریب جس پر فدیہ واجب ہے جیسا روکھا سوکھا کھاتا ہے ویسا ہی کسی محتاج کو بھی روزانہ دو وقت کھلا دیا کریں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۲۰۲ ج۳)

م:......جس شخص پر روزہ کا فدیہ واجب ہے، اگر وہ تنگدستی کی وجہ سے اس کے ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو اللہ تعالی سے استغفار کرتا رہے۔(زبدہ)

ساتھ یہ نیت بھی رکھے کہ اگر زندگی میں مالی استطاعت ہوگی تو روزہ کا فدیہ ادا کروں گا۔

م:......اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے مرض یا سفر کی وجہ سے فوت ہوگئے اور مرض یا سفر کا عذر ابھی باقی تھا کہ وہ مرگیا تو اس پر ان روزوں کی قضا واجب نہیں ہے، اور اس پر ان کے فدیہ کے لئے وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہے، لیکن اگر پھر بھی اس نے وصیت کی کہ اس کے روزوں کے عوض فدیہ دیا جائے تو وصیت صحیح ہوجائے گی، اور اس کے تہائی مال

سے فدیہ دیا جائے گا، لیکن اگر مریض ایسا ہو کہ اس وقت روزہ رکھنے سے عاجز ہو اور آئندہ بھی مرتے دم تک اس کو روزہ رکھنے کی قدرت حاصل ہونے سے ناامیدی ہو تو وہ شیخ فانی کے حکم میں ہے' اور اس پر بیماری کے دنوں کے ہر روزہ کا فدیہ اپنی زندگی میں ادا کرنا لازمی ہے، اگر زندگی میں ادا نہ کیا تو مرتے وقت اس کی وصیت کرنا لازمی ہے۔ (زبدہ)

م:...... اگر شیخ فانی نے ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھے اور نہ ہی ان کا فدیہ ادا کیا اور رمضان کے بعد فوت ہو گیا اور ایک دن بھی زندہ نہیں رہا تو اس پر واجب ہے کہ وہ ان روزوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرے' بخلاف مریض و مسافر کے کہ اگر وہ عذر زائل ہونے کے پہلے مر جائے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ (زبدہ)

م:...... حمل والی' دودھ پلانے والی' اور حیض و نفاس والی عورت اور ہر وہ شخص جس نے کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھا ہو' مریض کے حکم میں ہے کہ اگر وہ اس عذر کے زائل ہونے سے پہلے مر جائے تو اس پر فدیہ و وصیت کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ (زبدہ)

م:...... اگر سفر و مرض و حمل وغیرہ عذرات والے لوگ عذر دور ہونے کے بعد فوت ہو جائیں تو ان کو جس قدر دن عذر دور ہونے کے بعد ملے ہیں' اتنے دن کے روزوں کی وصیت کرنا واجب ہے۔ پس اگر بیمار شخص بیماری سے اچھا ہونے سے قبل یا مسافر اپنے گھر پہنچنے سے پہلے مسافرت ہی میں مر گیا تو بیماری یا سفر کی حالت میں جس قدر روزے اس سے چھوٹے ہیں ان کا آخرت میں مواخذہ نہیں ہوگا اور اس پر ان کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت واجب نہیں ہوگی، کیونکہ اس کو ان کے قضا کرنے کی مہلت ہی نہیں ملی تھی۔

لیکن اگر بیماری میں دس روزے چھوٹ گئے تھے' پھر پانچ دن تندرست رہا، لیکن ان دنوں میں اس نے قضا روزے نہیں رکھے' تو اس سے پانچ روزے معاف ہیں اور ان پانچ

روزوں کی قضا نہ رکھنے پر اس سے مؤاخذہ ہوگا، اس لئے صرف ان پانچ دن کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ اور اگر پورے دس دن یا زیادہ اچھا رہا تو پورے دس دن کا مؤاخذہ ہوگا، اس لئے ان دس روز کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔

اسی طرح مسافرت میں چھوٹے ہوئے روزے اگر گھر واپس پہنچ کر نہیں رکھے تو واپسی کے بعد جتنے دن زندہ رہا اور قضا روزے نہیں رکھے اتنے دن کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ (زبدہ)

م:......وصیت واجب ہونے کے اس حکم میں وہ شخص بدرجۂ اولی داخل ہے جس نے قصدا روزہ توڑ دیا ہو اور اس پر روزہ کی قضا واجب ہوئی ہو۔ (زبدہ)

م:......اور وصیت کرنا اس وقت واجب ہوتا ہے جبکہ اس کے پاس مال ہو۔ میت کی وصیت کے بغیر اس کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے، لیکن وارثوں کی اجازت سے جائز ہے۔ (زبدہ)

م:......جو شخص مر گیا اور اس کے ذمہ روزوں کی قضا ہے اور مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دیدینا تو اس کا فدیہ ادا کرنا اس شخص پر واجب ہے جو اس کی وفات کے بعد اس کے مال میں تصرف کرنے کا حقدار ہے۔

اور وہ میت کے مال سے تجہیز و تکفین و ادائے قرضہ کے بعد جو کچھ بچے اس میں سے تہائی مال سے فدیہ ادا کرے۔ اگر سب روزوں کا فدیہ اس مال سے پورا نہ ہو سکے تو جس قدر کا ادا ہو سکے ادا کیا جائے' وارثوں کی اجازت کے بغیر اس سے زیادہ دینا جائز نہیں ہے، البتہ وارثوں کی اجازت سے جائز ہے، لیکن اگر کوئی نابالغ وارث بھی ہو تو اس کی اجازت کا اعتبار نہیں ہے' اس کا حصہ الگ کر کے بالغ اپنے حصہ میں سے دیں تو جائز ہے۔ ہاں اگر

اس کا کوئی وارث نہ ہوتو تمام مال سے فدیہ ادا کیا جائے۔(زبدہ)

م:......اگر میت نے وصیت نہ کی ہوتو وارث پر فدیہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔اس کے باوجود اگر اس کا وارث یا کوئی اور شخص اپنی طرف سے بطور احسان ادا کرے تو جائز ہے۔ اور امید رکھے کہ اللہ تعالی قبول فرما کر اس میت کو ان روزوں کے مواخذہ سے بری کر دے گا۔

م:......فرض نماز، روزہ وغیرہ جو میت کے ذمہ باقی ہے، میت کے وارث یا کسی اور شخص کو اس کی طرف سے قضا کرنا جائز نہیں ہے، یعنی اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔کسی کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے۔اور نفلی نماز، روزہ وصدقہ وغیرہ کا ثواب میت کو بخشنا بھی جائز ہے۔(زبدۃ الفقہ ص۱۰۵تا۱۰۷)

م:......اگر وارث کے پاس اتنا مال نہیں کہ مرحوم کی جانب سے نمازوں اور روزوں کے سارے فدیے یکمشت ادا کر سکے تو تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرنا بھی جائز ہے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۲۰۳ج۳)

م:......رمضان کے علاوہ اگر کوئی نذر(منت) مانی ہوئی تھی تو اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا۔

(احکام میت ص۱۴۰،مسائل فدیہ نماز وروزہ وغیرہ اوران کی مقدار)

م:......اگر فوت شدہ روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہوتو تخمینہ سے حساب کیا جائے۔

(احکام میت ص۱۴۱)

م:......کئی سالوں کے روزے قضا ہیں، اب جس وقت فدیہ دیا جارہا ہے اس وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔چھوٹے ہوئے سال کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

م:......جس نرخ سے اپنی ضروریات پوری کی جاتی ہیں، اسی نرخ میں فطرہ اور فدیہ دے۔

ظاہر ہے کہ آج کل کنٹرول سے عامۃً ضروریات پوری نہیں ہوتی' اس لئے بازاری نرخ سے دیں۔ (فتاوی محمود یہ ص ۸۶ ج ۱۱)

م:......فدیہ دیندار حاجت مند کو دینا افضل ہے۔ (فتاوی محمود یہ ص ۸۷ ج ۱۱)

م:......غریب مسکین لوگ اس فدیہ کے مستحق ہیں۔ (مالداروں کو دینا جائز نہیں)۔

(فتاوی محمود یہ ص ۱۱۵ ج ۷)

م:......فدیہ میں کھانا پکا کر غریب طلبہ کو بطور تملیک دیدینا بھی جائز ہے۔

(فتاوی محمود یہ ص ۱۱۵ ج ۷)

م:......فدیہ کا کھانا کافر حربی کو دینا بالاتفاق جائز نہیں' اور ذمی کو دینے میں اختلاف ہے' عدم جواز راجح ہے۔ (ردالمحتار، احسن الفتاوی ص ۴۳۲ ج ۴)

م:......فدیہ صوم میں بہت بوڑھے مرد یا بہت بوڑھی عورت کو کھانا کھلانا جائز ہے۔

(امدادالاحکام ص ۱۳۵ ج ۲)

م:......فدیہ صوم وصلوۃ میں نابالغ کو کھانا کھلانا کافی نہیں۔ (احسن الفتاوی ص ۴۵۰ ج ۴)

م:......روزے کا فدیہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دینا جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۳۰ ج ۳)

م:......مسجد و مدرسہ کی مرمت وتعمیر میں فدیہ کی رقم صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاوی محمود یہ ص ۱۱۵ ج ۷)

م:......بعض لوگ تقوی کے جوش میں میت کی وصیت کے بغیر ہی مشترک ترکہ میں سے میت کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ دے دیتے ہیں' حالانکہ اگر میت نے وصیت نہ کی ہو تو اس کی طرف سے جو وارث فدیہ یا زکوۃ یا حج ادا کرنا چاہے' اپنے حصۂ میراث یا اپنے

دوسرے مال سے ادا کرے جس کا بہت ثواب ہے، لیکن دوسرے وارثوں کے حصہ میں سے ان کی مرضی کے بغیر دینا جائز نہیں۔ اور نابالغ یا مجنون کے حصہ میں سے دینا ان کی اجازت سے بھی جائز نہیں۔ (احکام میت ص ۱۵۵، ترکہ کے متعلق کوتاہیاں)

م:......فدیہ کے بارے میں ایک کوتاہی یہ ہے کہ کوئی وصیت کئے بغیر مر جائے تو وارث نماز' روزوں کے فدیہ وغیرہ سے کم درجہ کے مصارف میں، بلکہ فضول مصارف میں حتی کہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ناجائز رسموں اور بدعتوں میں میت کا ترکہ اڑاتے ہیں، مگر اس طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں کہ اور مصارف بند کر کے اپنے حصۂ میراث میں سے کچھ میت کی طرف سے فدیہ میں دیدیں' یا اگر میت کے ذمہ زکوۃ یا حج وغیرہ رہ گئے' تو وہ ادا کریں۔

اگر چہ وصیت کے بغیر ادا کرنے سے بعض فقہاء کے نزدیک میت اپنے فرائض و واجبات سے سبکدوش نہیں ہوتا، لیکن بعض فقہاء کے نزدیک سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اور جن فقہاء کے نزدیک نہیں ہوتا ان کے نزدیک بھی اس ادائیگی کا اس طرح سے تو نافع ہونا یقینی ہے کہ میت کو اس کا ثواب ہی پہنچ جائے گا' کیا عجب ہے کہ وہ ثواب اس کے ترک فرائض و واجبات کے عذاب کو زائل کر دے۔ (احکام میت ص ۱۵۶، ترکہ کے متعلق کوتاہیاں)

فدیہ کی ادیئگی کے لئے حیلۂ اسقاط

م:......آج کل بہت سے دیہاتوں میں لوگوں نے یہ رسم نکالی ہے' جس کو ''دور'' یا ''حیلہ اسقاط'' کہتے ہیں۔ جنازہ کے بعد کچھ لوگ دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میت کے وارث کچھ نقد روپے دائرہ میں لاتے ہیں' امام مسجد جو دائرہ میں ہوتا ہے' وہ لے کر عربی میں کچھ الفاظ پڑھتا ہے' پھر وہ روپے دائرہ کے ایک شخص کو دے دیتا ہے' وہ شخص دوسرے کو اور دوسرا تیسرے کو دیتا ہے' اسی طرح ہر ایک اپنے برابر والے کو دیتا جاتا ہے' یہاں تک کہ روپے پھر

پہلے شخص کے پاس آجاتے ہیں، اسی طرح تین مرتبہ اس رقم کو پھرایا جاتا ہے، اس کے بعد نصف امام کو اور نصف غرباء کو تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جاہلوں کو بتلایا جاتا ہے کہ اس رسم کے ذریعہ میت کی تمام عمر کے نماز، روزوں اور حج وزکوۃ اور تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی ہوجاتی ہے۔

بلا شبہ فقہاء کے کلام میں ''دور'' اور ''اسقاط'' کا ایک خاص طریقہ مذکور ہے، لیکن وہ جن شرائط کے ساتھ مذکور ہے، عوام نہ ان شرائط کو جانتے ہیں، نہ ان کی کوئی رعایت کی جاتی ہے، بلکہ فوت شدہ فرائض وواجبات سے متعلق تمام شرعی احکام کو نظر انداز کرکے اس رسم کو تمام فرائض وواجبات سے سبکدوشی کا ایک آسان نسخہ بنا لیا گیا ہے، جو چند پیسوں میں حاصل ہوجاتا ہے، پھر کسی کو کیا ضرورت رہی کہ عمر بھر نماز، روزہ کی محنت اٹھائے۔

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ کہ ''حیلۂ اسقاط'' بعض فقہاء نے ایسے شخص کے لئے تجویز فرمایا تھا جس کے کچھ نماز، روزے وغیرہ اتفاقاً فوت ہوگئے ہوں، قضا کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی، لیکن اتنا ترکہ نہیں چھوڑا کہ جس کے ایک تہائی سے تمام فوت شدہ نماز، روزوں کا فدیہ ادا کیا جاسکے، یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو، اس کو تو وارث بانٹ کھائیں اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کرکے خدا اور مخلوق خدا کو فریب دیں۔ فقہ کی کتابوں ''درمختار و شامی'' وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ ساتھ ہی اس حیلہ کی کچھ شرطیں ہیں جن کی آج کل بالکل رعایت نہیں کی جاتی، پس چند آدمی بیٹھ کر ایک رقم کی ہیرا پھیری کا ایک ٹوٹکا سا کرکے اٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے میت کا حق ادا کر دیا اور وہ تمام فرائض وواجبات سے سبکدوش ہوگیا، حالانکہ اس لغو حرکت سے میت کو نہ تو کوئی ثواب پہنچا، نہ اس کے فرائض وواجبات ادا ہوئے، کرنے والے مفت میں

گنہگار ہوئے۔

الغرض اس حیلہ کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کہ کچھ صحیح اور شرعی قواعد کے مطابق ہو لیکن جس طرح کا رواج اور پابندی آج کل چل گئی ہے وہ بلاشبہ ناجائز اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے، جن کی تفصیل مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے رسالہ ’’حیلۂ اسقاط‘‘ میں دیکھی جاسکتی ہے۔(احکام میت ص ۱۵۷)

نوٹ:......اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے! ’’حکم الاقساط فی حیلۃ الاسقاط‘‘۔ جواہر الفقہ ص ۳۸۷ ج ۱۔ کفایت المفتی ج ۴؍ پر بھی اس سلسلہ میں کئی سوالات اور ان کے جوابات ہیں۔ فتاوی حقانیہ ص ۶۰ ج ۲؍ میں اس مسئلہ پر عمدہ تفصیلی بحث ہے۔ مرغوب احمد

حیلہ کی جائز صورت

م:...... جب ورثہ کے پاس وسعت وگنجائش نہ ہو اور حیلہ کرنا چاہیں تو حیلہ کی بھی گنجائش ہوسکتی ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ورثہ فدیہ کی نیت سے کچھ رقم کسی غریب و نادار مصرف زکوۃ کو دے کر اس رقم کا اس کو بالکل مالک بنادے کہ وہ اگر واپس نہ کرے، خود استعمال کرڈالے، جب بھی ان لوگوں کو اعتراض نہ ہو اور پھر جب وہ غریب شخص یہ سمجھتے ہوئے کہ اگر میں واپس نہ کروں تو ان کو اب واپس لینے کا اختیار نہیں ہے، لیکن پھر بھی محض اپنی خوشی سے واپس کردے اور ورثہ پھر اسی غریب کو یا جس غریب و مسکین کو چاہیں اس سابقہ طریقہ پر دیدیں اور وہ بھی اپنی خوشی سے سابق طریقہ پر واپس کردے، اس طرح بار بار یہ رقم یہ ورثہ غریب کو دیتے رہیں اور وہ اپنی خوشی و مرضی سے واپس کرتا رہے، یہاں تک کہ کل فدیہ کی مقدار ادا ہوجائے تو اس طرح بھی فدیہ ادا ہوجائے گا اور آخر میں جس غریب و نادار کو ملے گی وہی اس رقم کا مالک و مختار ہوگا، جہاں چاہے صرف کرے، ورثہ کا

اپنے اندر تقسیم کر لینا یا غنی کو، مالدرا کو اور غیر مسکین کا اس رقم کو لینا جائز نہ ہوگا، اور نہ اس غریب پر کسی قسم کا واپسی کا دباؤ وغیرہ درست ہوگا، ہاں مسئلہ بتا سکتے ہیں اور ترغیب دے سکتے ہیں۔ حیلہ کے جواز کی یہ صورت ہے، اس کے خلاف اور کسی کتاب میں لکھا ہوتو درست نہیں ہے، اور اگر موافق ہوتو صحیح ہوگا۔ (نظام الفتاوی ص ۱۱۷ ج ۶، جزء:۱)

متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا یا اس کا برعکس

س:......ایک روزے کا فدیہ دو مسکینوں کو، اسی طرح متعدد روزے کے فدیے ایک مسکین کو دینا درست ہے یا نہیں؟

ج:......ایک فدیہ کے گیہوں تھوڑے تھوڑے متعدد مساکین کو دینا درست ہے، اسی طرح اس کی قیمت بھی۔ علی ہذا متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا بھی صحیح ہے۔ شامی میں ہے کہ ایک فدیہ متعدد مساکین پر تقسیم کرنے کے متعلق امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول جواز کا منقول ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ کا حکم کفارہ کے مثل نہیں، بلکہ صدقۃ الفطر کی طرح ہے، لہذا متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا درست ہے، اور اس میں مشقت سے حفاظت ہے اور سہولت ہے، ورنہ بڑی رقوم میں بڑی دشواریوں کا سامنا ہوگا۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۹۹ ج ۵)

دوسری جگہ حضرت مفتی سید عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایک مسکین کو چند نمازوں یا چند روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ صاحب درمختار اور صاحب الجوہرۃ النیرۃ اور صاحب طحطاوی علی مراقی الفلاح نے جائز لکھا ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی مدظلہ صاحب

احسن الفتاوی نے اسی پر فتوی دیا ہے' اسی طرح ایک فدیہ کو چند مساکین کے درمیان تقسیم کرنا بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے مطابق جائز ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''معارف القرآن'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''مسئلہ: ایک روزہ کے فدیہ کو دو آدمیوں میں تقسیم کرنا' یا چند روزوں کے فدیہ کو ایک ہی شخص کو ایک ہی تاریخ میں دینا درست نہیں' جیسا کہ شامی نے بحوالہ بحر از قنیہ نقل کیا ہے' اور ''بیان القرآن'' میں اسی کو نقل کیا گیا ہے، مگر حضرت رحمہ اللہ نے ''امداد الفتاوی'' میں فتوی اس پر نقل کیا ہے کہ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ شامی میں بھی فتوی اس پر نقل کیا ہے۔

البتہ ''امداد الفتاوی'' میں ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ کئی روزوں کا فدیہ ایک تاریخ میں ایک کو نہ دے، لیکن دیدینے میں بھی گنجائش ہے۔ یہ فتوی مورخہ ۱۶/ جمادی الاخری ۱۳۵۳ھ امداد الفتاوی جلد دوم ص ۱۲۴ میں منقول ہے۔

(معارف القرآن ص ۴۴۶ ج ۱، سورۂ بقرہ، پارہ: ۲/ رکوع: ۶۔ امداد الفتاوی ص ۱۲۴ ج ۲، مطبوعہ پاکستان۔ ص ۱۶۱ و ۱۶۲ ج ۲ مطبوعہ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند)

''بہشتی زیور'' میں ہے: ''مسئلہ: وہ گیہوں (یعنی فدیہ کے گیہوں) اگر تھوڑے تھوڑے کئی مسکینوں کو بانٹ دیوے تو بھی صحیح ہے۔ (بہشتی زیور ص ۴۲ حصہ تیسرا، فدیہ کا بیان)

''احسن الفتاوی'' میں ہے:

س:...... پانچ' چھ روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... اس میں اختلاف ہے۔ درمختار میں جائز لکھا ہے' اور شامیہ میں بحر سے نقل کیا ہے کہ عندالامام جائز نہیں، امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے جواز کی روایت ہے۔ شامیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک فدیہ متعدد اشخاص پر تقسیم کرنے کے بارے میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا

قول جواز ماخوذ بہ ہے، اس سے ثابت ہوا کہ حکم فدیہ کا لکفارہ نہیں، بلکہ کصدقۃ الفطر ہے، لہذا متعدد روزوں کا ایک فدیہ ایک مسکین کو دینے میں بھی امام ابو یوسف ؒ کا قول ہی راجح ہوگا یعنی یہی قول ماخوذ بہ ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۳۶۶ ج ۴، کامل مبوب، کتاب الصوم والاعتکاف)

(فتاوی رحیمیہ ص ۴۷۸ ج ۶)

نوٹ:...... حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ کی رائے بھی اس مسئلہ میں دونوں صورتوں کے جواز کی معلوم ہوتی ہے۔ (دیکھئے! فتاوی دار العلوم دیو بند ص ۴۵۱ ج ۶۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۰۱ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی عدم جواز کا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اور ایک روزہ کا فدیہ کئی کو دینا جائز نہیں''۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۱۵ ج ۷)